دینی طبقوں کی پسپائی؟

حامد کمال الدین
hamid@eeqaz.org

داعیانِ اسلام! بہت کچھ پاس ہونے کے باوجود، اپنے اِس ماحول میں جس طرح ہم غیر متعلقہ irrelevant ہو کر رہ گئے ہیں (جی ہاں،'غیر موثر' نہیں بلکہ "غیر متعلقہ" اور "زائد از ضرورت")...... یہ نوبت ہم پر کیوں آئی؟ اور اب آگے کیا ہے......؟

مت کہئے کہ یہ بے بسی اور کس مپرسی اِس لئے ہے کہ اِس وقت ہم "طاقت" میں نہیں یا سر شماری کے اِس دور میں ہم "تھوڑے" ہیں یا یہ کہ سب "وسائل" غیر کے پاس ہیں، اس لئے اُسکے کھلانے پر ہی ہمیں کھیلنا پڑ رہا ہے اور اگر اُس کا اپنا ہی موڈ ہمیں کھلانے کا نہ ہو تو کوئی برائے نام کردار بھی ہمارے لیے باقی نہیں رہتا...... اور اگر "یہ" نہ کریں تو کیا کریں؟ (وہی 'متبادل' کا نصف صدی پرانا بوسیدہ چیلنج، جس کے اعادہ سے ابھی تک ہمارا جی نہیں بھرا!)

اِس سے بڑھ کر خود فریبی کوئی نہیں ہو سکتی کہ اس بے بسی اور لاچاری کا سبب ہم اپنی 'قلتِ تعداد' میں تلاش کریں۔ امام کی بجائے ماموم.. اور سابق (pro-active) کی بجائے لاحق (re-active) دیکھے جانے کا سبب اگر ہم اپنی 'غیر مقبولیت' یا 'نمبرز گیم میں اپنی عدم مہارت' کے اندر تلاش کرتے ہیں یا اپنے اِس روگ کی علت ہم دشمن کو حاصل کثرتِ وسائل میں ڈھونڈتے ہیں...... تو یہ اِس بات کی دلیل ہو گی کہ کشمکشِ حیات میں ہماری رغبت اور دلچسپی آخری حد تک دم توڑ چکی ہے۔ حق یہ ہے کہ "عمل" اور "تاثیر" کی پوزیشن میں آنا نہ کسی کثرتِ تعداد پر منحصر ہے اور نہ کسی مادی تفوق پر۔ تحریکی دنیا میں اِس کا کل انحصار جس بات پر ہے وہ ہے بطور ایک موحد جماعت:

۱ (آپ کا کیس، اور

۲ (اپنے اُس کیس کو پیش کرنے کی وہ صلاحیت اور استعداد جو آپ نے اپنے یہاں بہم پہنچا رکھی ہے۔

ہم نے مار دراصل یہاں کھائی ہے......

ورنہ جو حالتِ استضعاف آج ہمیں درپیش ہے، وہ ہرگز اُس حالت سے بری نہیں جو مکہ کی نبوی جماعت کو عین اپنی ابتدا میں درپیش رہی تھی۔ مگر وہاں معاملے کی زمام پوری طرح اُس مٹھی بھر جماعت کے ہاتھ میں رہی تھی جبکہ فریق مخالف اُس کے "عمل action" کے سامنے "رادِ عمل re-active" ہونے پر مجبور تھا۔ "شاٹ" یہ جماعت لگا رہی تھی اور فریق مخالف 'گیند پکڑنے' کے لیے پورے میدان میں بھاگا پھر رہا تھا اور اِسی کردار کے رکھنے اور نبھانے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ "کھیل" شروع کرنا بھی اِسی جماعت کا اختیار تھا اور "کھیل" ختم کرنا بھی۔ پس یہ واضح ہو جانا ضروری ہے، فریق مخالف کو اُس کی تمام تر قوت اور شان و شوکت کے باوجود passive اور re-active ہو جانے کی پوزیشن میں لے آنا اور اِس پوزیشن سے باہر نہ آنے دینا آپ کی کثرتِ تعداد پر منحصر ہے اور نہ آپ کے مادی تفوق پر اور نہ آپ کو حاصل وسائل کی بہتات پر۔

آپ اگر قیامِ حق کے لیے میدان میں اتری ہوئی ایک جماعت ہیں اور آپ کے مقابل ایک کھلی جاہلیت اور برہنہ باطل، تو میدانِ عمل کی "زمام" اپنے ہاتھ میں لے رکھنے کے لیے اور حریف کو "دفاع" اور "رد عمل" کی پوزیشن میں لا رکھنے کے لیے کسی چیز کی ضرورت نہیں سوائے اِس ایک بات کے کہ وہ حق جس کے لیے آپ میدان میں اترے ہیں آپ کے اندر کس حد تک بول رہا ہے اور وہ باطل جس کو مٹانے کے لیے آپ میدان میں اترے ہیں کتنی کامیابی کے ساتھ اُس حق کی زد میں لے آیا گیا ہے۔

*****

اِس باطل کے مقابل ہم یہاں حق کا کیس تو کیا لڑتے، "ری کونسائل" کی راہ پر چلتے ہوئے ہم اِس حق کو ہی کہیں گم کر بیٹھے، اور 'ہوتے ہوتے' یہ حق بھی اُسی کی دسترس میں چلا گیا۔ اِس نظام کو "اسلامی" ہونے کی سند دے کر اب ہم میدان سے باہر اور میدان پورا اُسکے پاس!

ایک "اسلام" ہی تھا جو اِس معرکہ میں ہمارا سب سے بڑا سہارا اور سب سے بڑا ہتھیار تھا، بلکہ "اسلام" ہی تھا جو نظامِ باطل کے ساتھ ہمارے اِس معرکہ کی بنیاد اور اساس تھا، اور جس کی خاطر ہم میدان میں تھے، مگر دیکھ لیجئے، "اسلام" ہی کے قریب قریب "جملہ حقوق" اب اُس کے تصرف میں ہیں......!!!

نتیجہ کیا نکلا......؟ ہمارا "انقلاب" تو اب بہت پیچھے رہ گیا، خود "اسلام" ہی کو ہمارے ہاتھ سے لے لیا گیا!!! "اسلام" کے "جملہ حقوق" بھی قریب قریب اب اِس نظام ہی کے پاس ہیں، یہاں تک کہ خود ہمیں اُس سے بے دخل کرنا.. خود ہمیں اُس کی رُو سے "منحرف" اور "شدت پسند" ٹھہرانا بھی اب اُسی کا منصب ہے! "اسلام" پر اتھارٹی بھی اب وہ خود ہے!!! اور آج بڑی کامیابی کے ساتھ وہ اِس جنگ کا نقشہ کچھ یوں بنا چکے ہیں کہ: جہاں اسلام کو صفحہء ہستی سے مٹا دینے کے لیے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہیں اور زمین کے چپے چپے پر وہ اس کے ساتھ بر سر جنگ ہیں، وہاں اسلام کی "درست" اور "معتدل" تعبیر کرنے کا حق بھی وہ خالصتاً اپنے ہی ہاتھ میں رکھے ہوئے ہیں!!! یوں سمجھئے ہمارا سب کچھ ہمارے ہاتھ سے لیا جا چکا۔ ہمیں کونے میں لگانے کا جو کوئی آخری ترین تصور کیا جا سکتا تھا وہ واقعہ رونما ہو چکا، اور ہم ہیں کہ انہی شرطوں پر کھیلنے کے آخری حد تک متمنی......! اب بھی، کوئی اِس نظام کو عین بنیاد سے ہاتھ ڈالنے کی بات کرتا ہے، کوئی اِس باطل کو جملۃً و تفصیلاً رد کرنے کی صدا بلند کرتا ہے، جس کا سب سے پہلا مرحلہ یہی ہو سکتا ہے کہ اِس کے ہاتھ سے "اسلام" کا وہ لائسنس واپس لیا جائے جو ہماری ایک سنگین غلطی اور ایک طویل خاموشی اور کوتاہی کے باعث اس

کے ہاتھ میں چلا گیا ہے.. غرض اب بھی اگر کوئی شخص قوم کو اِس باطل سے برگشتہ کرانے کی بات کرتا ہے تو اِس سے پہلے کہ ایسے شخص پر یہاں کے دین بیزار طبقوں کی گولہ باری شروع ہو، بہت امکان یہ ہے کہ اسلام کی فتح ونصرت کے لیے سرگرم طبقوں کی جانب سے ہی اُس پر توپوں کے دھانے کھول دیے جائیں!

*****

ہم جانتے ہیں، استشراق کا اصل میدان سیاست نہیں (البتہ سیاست کو oversee کرنا ضرور ہے، اور یہ بات نہایت اہم ہے)۔ اُس کا اصل میدان یہ ہے کہ فکری اور ثقافتی پہلوؤں سے وہ مسلم معاشروں کی چولیں ہلا دے، بلکہ اب تو یہ چولیں توڑ کر رکھ دے۔ مسلم عقائد و مسلمات کا قلع قمع کرنے میں وہ جس جارحیت پر اتر آیا ہے، وہ بڑے بڑے باخبر لوگوں کے لیے حیران کن ہے۔ لکڑیوں کے وہ بڑے بڑے گٹھے جو چند عشرے پیشتر استشراق سے توڑے نہ جارہے تھے، اپنی تعلیمی و ابلاغی مشینری کو کام میں لاکر، کہ جس دوران ہم سڑکوں پر اپنے گلے خشک کر رہے تھے.. وہ اُن شہتیروں کو ماچس کی تیلیوں سے زیادہ قابل ترس بنا چکا ہے۔ عقائدی اور ثقافتی سطح پر، اب وہ ہمارے معاشرتی فیبرک کو ریزہ ریزہ کر دینے چلا ہے۔ اِس لکڑی کو اب وہ اتنا گھن لگا چکا ہے کہ اب یہ کسی پھوس کا نام ہے، یہاں تک کہ اب یہ چھت کسی بھی دن گر سکتی ہے۔ (یہ ہم مسلم اقتدار کی بات نہیں کر رہے، جسے وہ دو سو سال پہلے گرا چکا ہے۔ ہم بات کر رہے ہیں مسلم معاشروں کی اسلام کے چند ایک عقائد و مسلمات سے ایک برائے نام وابستگی کی، جو کہ پچھلے کچھ عشروں میں برقرار رہ گئی تھی مگر ___ خاکم بدہن ___ قصہء پارینہ ہونے جارہی ہے۔ آنے والے سالوں میں اب آپ یہاں اللہ اور رسولؐ کا ___ معاذ اللہ ___ نام لے لے کر مذاق ہوتا دیکھیں یا گلیوں محلوں میں 'کنڈوم' بانٹے جاتے اور 'محفوظ حرام کاری' کے ٹوٹکے سرعام نشر ہوتے دیکھیں تو حیران مت ہوئیے گا، اور

یہ تو آپ پر اوجھل نہ ہو گا کہ یہاں کی کچھ این جی اوز نے حرام کے بچوں کے 'وصول خانہ' کے طور پر جگہ جگہ 'کریڈل' نصب کرنا شروع بھی کر دیے ہیں)۔ تصور کیجئے، مسلم معاشروں کی اسلامی عقیدہ کے پورے پیراڈائم سے نہیں، صرف چند عقائد سے، اور وہ بھی ایک واضح "تمسک" کی صورت میں نہیں بلکہ برائے نام وابستگی، یہ بھی اب عنقریب آپ کو ماضی کا فسانہ نظر آئے گا، اور اس کو یاد کر کر کے حسرت کے ساتھ کہا جارہا ہو گا کہ 'بڑی غنیمت تھی'! تہذیبی، معاشرتی اور عقائدی سطح پر وہ ہمارے معاشروں کے لیے ایک ایسی قیامت لے کر آرہاہے کہ شاید یہاں کچھ بچے ہی نہ جس پر بیٹھ کے رویا جائے۔ (پاکستان میں 'میڈیا انقلاب' اور اس کے نتیجے میں 'عوامی شعور' میں آنے والی یہ ناگہانی افزودگی جو ہمارے کچھ اسلام پسندوں کو بھی مسحور کر رہی ہے اور شاید کچھ نئ 'امیدیں' بھی دلا رہی ہے، اس کی کارستانیاں آپ گلی محلوں کی سطح پر عنقریب دیکھنے والے ہیں)۔ افق پر جو نظر آرہاہے وہ رونگٹے کھڑے کر دینے کے لیے کافی ہے۔ (الحاد اور لبرلائزیشن کا ایسا زوردار ایجنڈا ہماری پوری تاریخ میں کبھی لانچ نہیں ہوا، چند برس میں اِس کے "نتائج" آپ کو اپنی سڑکوں اور بازاروں میں نظر تو آئیں گے بشرطیکہ اِس کو دیکھنے کے اسلامی پیمانے تب تلک خود آپ کے ہاں سلامت رہ گئے ہوں!)۔ ہماری تباہی کے اِس "سافٹ ویئر" کو یہاں پر نہایت خوش اسلوبی سے 'انسٹال' کرنے کے لیے اُسے اب بہت تھوڑا وقت درکار ہے، جو کہ ہماری جماعتیں اُس کو پوری فراخ دلی کے ساتھ بلکہ اُس کی طلب اور توقع سے بڑھ کر دے رہی ہیں! 'حقیقی جمہوریت'، 'سول سوسائٹی' اور 'بیداریِ عوام' پر مبنی ایک متوقع زوردار 'مبارک' ریلے کا انتظار کرنے والی ہماری یہ جماعتیں کاش یہ ادراک کر لیں کہ جو آرہاہے وہ درحقیقت "کیا" ہے؟! ایک کھلا ننگا کفر ہے جو ہمارے گھر پر دستک دے رہاہے!!! (نظامِ حکومت کی بات اب بہت پیچھے رہ گئی، یہاں کا ایک عام فرد اب براہِ راست ارتداد کی زد میں ہے)۔ ایک بدترین آندھی ہے جو ہمارا

سب کچھ ملیامیٹ کر دینے والی ہے، کاش ہم اس کا اندازہ کر لیں۔ استشراق اِس تیزی کے ساتھ ہمارے پاؤں تلے سے زمین کھینچ رہا ہے کہ ہر آنے والے لمحے کے ساتھ ہم اپنے معاشروں کی بربادی سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ عشروں کے حساب سے نہیں، سالوں بلکہ مہینوں اور ہفتوں کے حساب سے تبدیلیاں رونما ہونے لگی ہیں۔

*****

اِس معرکہ کی طبیعت کو سمجھنے کے لیے ہمارے سامنے رہنا چاہئے تھا کہ...... ہمارے یہاں سے استعمار گیا ہے نہ کہ استشراق۔ بلکہ یہ کہ استعمار ہمارے یہاں استشراق کی ایک کامیاب کاشت کر لینے اور اِس فصل کو ایک خاص مرحلہ تک پہنچا لینے کے بعد ہمیں الوداع کہنے پر آمادہ ہوا ہے۔ نہ صرف یہ، بلکہ وہ اپنا سب کچھ یہاں استشراق ہی پر سہارا کرتے ہوئے چھوڑ گیا ہے۔ اِس 'پوسٹ کولونائزیشن ایرا' کا بیشتر معاملہ ہمارے یہاں استشراق کی نظریاتی تاثیر اور اس کی ثقافتی و فنی کارگزاری پر ہی انحصار کر رہا تھا۔ یہاں ہماری تمام تر توجہ ایوانوں میں بیٹھی ہوئی کچھ فضول مخلوقات کی طرف چلی جانا، جو کہ بڑی حد تک دکھاوے کی چیز تھیں[1]، اور اپنی سب امیدیں اُنہی کو ہٹا دینے پر مرکوز کر دینا__ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ سسٹم ٹھیک ہے بلکہ 'اسلامی' بھی ہے، خرابی محض اِن 'اوپر بیٹھے ہوؤں' میں ہے!__ معاملے کی پوری تصویر نہیں تھی۔ ہمارا اصل معرکہ اِس استشراق کے ساتھ تھا اور ہے۔ یہاں ایک

---

[1] ہمارے دینی طبقوں کو وقتاً فوقتاً اقتدار میں باری ملنے یا کوئی اہم ریاستی ذمہ داری نبھانے کے دوران یہ اندازہ ضرور ہوا ہو گا کہ اِس طاقتور سسٹم کی جان کہاں ہے اور اِسکے دھارے کو چھیڑنا کیسا جان جوکھوں کا کام ہے اور یہ کہ کچھ 'غیر مرئی' عوامل اِس پورے معاملہ میں کس انداز سے دخیل ہیں! ہم یہ بات حکمران پارٹیوں کا عذر بیان کرنے کے لیے نہیں کہہ رہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہم اِس مغالطہ سے نکل آئیں کہ اِس سسٹم کی سب دہلیزوں سے گزر کر اور اِس کی سب سیڑھیاں چڑھ کر 'اوپر' جا بیٹھنا ہی یہاں تبدیلی لے آنے کا اصل نسخہ ہے، جس کے ساتھ امت کی امیدیں لگوا رکھی جائیں اور عشروں کے عشرے اسی محنت میں گزار دیے جائیں...... اور آخر میں پتہ چلے کہ اِس 'پوسٹ کولونائزیشن' دنیا میں نرا 'اقتدار' تو کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں!

نظریاتی جنگ لڑے بغیر چارہ نہیں تھا۔ ایک نظریاتی (ہماری اصطلاح میں "عقائدی") اور ثقافتی جنگ کو حرارت کی ایک خاص سطح پر پہنچائے بغیر یہاں وہ ہلچل ممکن نہیں تھی جو یہاں واقعتاً کسی تبدیلی کا پیش خیمہ بنتی۔

یہ رخنہ در حقیقت اُس وقت سے ہمارے یہاں بنیاد پا گیا تھا جب ہم نے اِس استعمار کو عام 'بیرونی حملہ آوروں' کے آنے اور چلا جانے پر قیاس کرتے ہوئے، اپنا لائحہء عمل ترتیب دینا شروع کیا تھا......

صاف بات ہے، استعمار ہمارے ہاں سے گیا تو وہ ہمارے "عقیدہ" سے مات کھا کر نہیں گیا، الٹا ہمیں اپنا "عقیدہ" دے کر گیا۔ بلکہ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ استعمار سے ہمیں یہ جنگ 'جیت' کر دینے والے وہ طبقے تھے جو استعمار کے عقیدہ کے بہترین نمائندہ تھے (ہمارے اسلام اور انکی ڈیموکریسی، ہمارے اسلام اور اُنکی سرمایہ داری، ہمارے اسلام اور اُنکی ماڈرن سٹیٹ کا ایک بہترین ملغوبہ ہمیں دے سکتے تھے) پس یہ ایک عقیدہ کی ہار کب تھی؟! دوسری جنگِ عظیم میں کمر ٹوٹ جانے کے باعث، نہ کہ ہماری کسی سورما قیادت کے ہاتھوں مجبور ہو جانے کے باعث، وہ ہمارے یہاں سے رخصت ضرور ہوا تھا مگر اُسکا عقیدہ تو پھر بھی جیت ہی رہا تھا! مگر اِسکو اپنی ایک ایسی جیت مان کر جو "صدیوں میں ہمیں کبھی نہ ملی ہو"، اور اِسکی ہر سالگرہ پر شادیانوں کا شور اٹھا کر ہم نے اپنی نسلوں کو ایک نہایت گمراہ کن سمت میں جھونک ڈالا۔

استعمار کے دیے ہوئے عقیدہ پر تو یہاں تیشے اٹھوائے نہیں گئے، اور سمجھ یہ لیا گیا کہ بس یہ ایک آدھ الیکشن کی مار ہے؛ سیاست کے اکھاڑے میں ہی ہم اِس کو چاروں شانے چت کر آئیں گے! حالانکہ استعماری ٹکسال کے جاری کردہ اِس باطل کے انتہائی مقبولیت پانے کا خطرہ تو ابھی جا کر پیدا ہوا تھا...... جب اِس پر لیبل بھی ہمارے اپنے ہی دین کا لگا دیا گیا تھا!

یہ جنگ جو استشراق کے اس فکری و ثقافتی ترکے (جس پر دھڑا دھڑ "اسلامی" لیبل چسپاں کیے جا رہے تھے) کے ساتھ لڑنا ہم اہل توحید پر ابھی ایک قرض تھا، اور جس کو لڑنے میں ہی

ہماری اصل جیت مضمر تھی اور جس کو لڑ لینے کے بعد ہی ہم قوم کو خودشناسی، خودداری، خودمختاری اور خودانحصاری ایسے الفاظ کے حقیقی معانی سمجھا سکتے تھے...... یہ نظریاتی جنگ کسی اقتدار کی بیساکھی کی ضرورت مند نہ تھی؛ البتہ حقیقی اقتدار کا آنا اِس نظریاتی جنگ کے اندر پیش قدمی کر لینے میں مضمر ضرور تھا۔ مگر ہمارے یہاں اِس کی ترتیب معکوس رہی۔ اور ابھی تک ہم اِس انتظار میں ہیں کہ معاشرے میں کفر کی نظریاتی پسپائی (وہ بھی اگر کفر کہیں پر ہے!) کسی 'آرڈیننس' نما اقدام سے ہی عمل میں آنے والی چیز ہے!

شرک کے ہزاروں نظریات پر قائم یہ جو ایک منظم فنامنا ہے، اور جس کو ہم نے "استشراق" کے برگ و بار کہا ہے...... اِس کی بابت یہ اندازِ فکر کہ اپنے تعلیمی، ابلاغی اور انتظامی امکانات کے بل بوتے پر یہ تو اب وہ باقاعدہ نظام ہے جس کو چیلنج کرنے کا سوچا ہی نہیں جاسکتا جب تک کہ کسی معجزے کے نتیجے میں خود ہمارے پاس ہی اِس نظام کی باگ ڈور نہ آجائے! اور یہ کہ "اقتدار" کے بغیر تو اِس کو لرزانا اور اِس کے خلاف میدان سجانا خیال اور محال ہے!...... یہ وہ نفسیاتی ہزیمت ہے جس نے پسپائیوں کی ایک طویل ڈھلوان پر ہمارے قدم رکھوائے؛ اور اب 'سرگرمی' ہمارے لیے 'پسپائی' کا دوسرا نام ہے، خواہ جتنی کرلیں! گویا دنیا میں باطل کو برسرِاقتدار دیکھ کر حق نظریات تو کبھی پنپنے ہی نہیں اور اگر پنپ پائے تو ہمیشہ باطل کی منت سماجت کر کے اور اُس کے دیے ہوئے 'فارم' بھر کر اور اُس کے ٹھہرائے ہوئے پروسیجرز میں کولہو کا بیل بن کر!

اقتدار کی ضرورت اور افادیت کے ہم منکر نہیں۔ ایک بڑی اکثریت اب جس طریقے سے اِس نظامِ باربرداری کے اندر جوت دی گئی ہے، اُس کو اِس سے رہائی دلوانا اپنی انتہائی حالت میں بلاشبہ کسی اقتدار کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ مگر ہم نے یہ کب کہا ہے کہ اِس عمل کا پہلا مرحلہ ہی یہ ہے کہ یہاں کی تعلیمی وابلاغی وثقافتی دنیا میں باطل کی بچھائی ہوئی لائنیں اکھاڑ

کر ہم دھڑا دھڑ اپنی لائنیں بچھانا شروع کر دیں گے! دنیا میں ہمیشہ اقلیت ہی اکثریت کو اپنے طریقے اور دستور پر چلاتی رہی ہے، اور بے شک ڈیموکریسی اور عوام پرستی کے نام پر جتنی بھی دھول آنکھوں میں جھونک لی گئی ہو، آج بھی اقلیت ہی اکثریت کو چلا رہی ہے اور ہمیشہ ایسا ہو گا۔ پس کسی بھی تبدیلی کا پہلا مرحلہ یہی ہو گا کہ یہاں وہ "اقلیت" سامنے لائی جائے جس کے سامنے اکثریت بے اثر اور بے حقیقت ہو کر رہ جاتی ہے۔ اکثریت کے نصیب میں تو ہمیشہ یہی آیا ہے کہ وہ کسی نہ کسی اقلیت کے دیے ہوئے فلک میں گردش کرے، سوال صرف یہ ہے کہ کیا آج ہم وہ "اقلیت" اپنے پاس رکھتے ہیں جس کے سامنے اکثریت بے وقعت ہو جایا کرتی ہے اور جس کو اپنے نظریات پر جما ہوا دیکھ کر اور اُس کی قوتِ تاثیر کے ہاتھوں بے بس ہو کر اکثریت اپنے ہتھیار پھینک دیا کرتی ہے؟ ظاہر ہے جس چیز کا ہم رونا رو رہے ہیں، یہ وہ اقلیت نہیں ہو گی جو بھاگ بھاگ کر اکثریت کے پیچھے جا رہی ہو اور اُس کی ملت میں گم ہونا، اُس کی "رائے عامہ" کا بیعت رہنا، اور اُسی کے دیے ہوئے نعرے الاپنا اُس کی ایک بڑی ترجیح ہو! ایسی اقلیت جو یہاں چلنے والے دستوروں کے اندر اپنے لئے 'گنجائش' ڈھونڈتی پھر رہی ہو اور یہاں پر رائج لہجوں اور یہاں کے مقبولِ عام موضوعات کو reproduce کرنے کی ہی مہارت پیدا کر کے رکھے، ہر گز ہماری ضرورت نہیں۔

حضرات! ہمیں تو ایسی "اکثریت" وارے کی نہیں جو "پیچھے چلنے والی" (یعنی follower) ہو، پھر ایسی "اقلیت" ہمارے کس کام کی؟!

برادرانِ ملت! "اِمامت" ایک منصب ہے اور کچھ اوصاف کا متقاضی۔ "امامت" کے بہت سے شروط اور تقاضے ہوں گے مگر اِس کے لیے سب سے پہلی اور موٹی بات یہی ہے کہ آپ جاہلیت کی "اقتداء" سے نکل آئیں۔ یقین کیجئے، مسئلہ "اِمامت" سامنے لانے کا ہے نہ کہ "اقتدار" لے کر دکھانے کا۔ اپنے اِس بحران کا صحیح تعین ہماری سب سے پہلی ضرورت ہے!

اقتباسات از ادار یہ اکتوبر 2010ء: "اس سے پہلے کہ گھیرا تنگ ہو جائے